غلطیوں کی اصلاح کا نبوی منہاج اور اس کی عصری معنویت

Way of Prophet Muhammad S.A.W for Correction of Mistakes and its Implementation in Current Era

☆ڈاکٹر احمد رضا
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فکرِ اسلامی تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
☆☆ڈاکٹر محمد شاہد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ حدیث و علوم حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ABSTRACT:

Capacity of mistake has been included in human nature. To correct the mistake and to put the people in righteous way, there are many teachings have been discussed in the holy Quran and in the Sunnah of the holy Prophet (PBUH).In Quran-e-Hakeem, corrections of deferent matters and people have been mentioned in many verses, such as correction of taking "fidya" from prisons of "Badar", correction on disaccord the order of Prophet PBUH in "Uhad'' and correction on loud of voice in front of Prophet PBUH. Holy Prophet PBUH also corrected the mistakes of his companions. Method of Prophet PBUH to correct the mistakes of people was very unique. He corrected the mistakes with following method:

- Correction without delay.
- Correction gradually.
- Correction with explanation of mistake.
- Correction with forgiveness.
- Correction with tolerance.

In the light of above mentioned way, we can correct the mistakes of Students, servants, friends, children and ourselves. In this article the Prophetic method of correction is discussed and some solutions have been given to correct the mistakes regarding ourselves.

Key words:human nature, mistakes, correction, method, solution.

انسان کی فطرت میں جلد بازی، خطاء اور نسیان ہے جس کے نتیجہ میں وہ غلطیاں کر بیٹھتا ہے۔ان غلطیوں کی اصلاح کے لیے راہ نمائی قرآن وسنت میں موجود ہے۔اس راہ نمائی کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے انبیائے کرامؑ آتے رہے اور ان کا سلسلہ خاتم النبیین ﷺ کی آمد پر اختتام پذیر ہوا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قرآن مجید عطا فرمایا اور قرآن مجید قیامت تک باقی رہے گا۔قرآن مجید اللہ کا کلام بھی ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کا بیان بھی ہے۔چنانچہ قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں اصلاح کا طریقہ کار موجود ہے۔قیامت تک آنے والے انسانوں کی راہنمائی ان سے ہوتی رہے گی۔اس مقالہ میں غلطیوں کی اصلاح کا منہاج قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی مبارک تعلیمات کی روشنی میں تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کی عصری معنویت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

مقالہ کا بنیادی سوال

غلطیوں کی اصلاح کا نبوی منہاج اور اس کی عصری معنویت کیا ہے؟

مقالہ کا سلوب

مقالہ اسلوب بیانیہ ہے۔اس میں موقع و محل کی مناسبت سے تجزیہ بھی شامل ہے۔مقالہ کے اختتام پر نتائج وسفارشات بھی دی گئی ہیں۔

غلطیوں کی اصلاح کا قرآنی منہاج

قرآنِ مجید قیامت تک کے لیے کتاب ہدایت ہے۔یہ کتاب ہر دور کے انسان کی رہبری ورہنمائی کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔انسانوں سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی اصلاح کی متعدد مثالیں نہایت عمدہ اسالیب کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1. اسیرانِ بدر سے فدیہ لینے پر اصلاح

غزوہ بدر اسلام اور کفر کے درمیان پہلا باضابطہ معرکہ تھا۔جس میں سرفروشانِ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کی قیادت میں کامیاب وکامران کیا اور دشمنان اسلام کو خائب وخاسر کیا۔اس غزوہ میں کچھ کفار قیدی بنے۔نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ کرام سے ان کے بارے میں مشورہ کیا۔اسیرانِ بدر کے متعلق صحابہ کرام میں سے بعض کی رائے یہ تھی کہ انہیں قتل کردیا جائے اور بعض کی رائے یہ تھی کہ ان اسیروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اگر تم چاہو تو انہیں قتل کردو اور اگر چاہو تو ان کا فدیہ لے لو۔صحابہ کرام نے کہا ہم ان سے فدیہ لیتے ہیں۔جب فدیہ لے لیا گیا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

(مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ)(1)

[کسی نبی کے لیے یہ لائق نہیں کہ اس کے لیے قیدی ہوں، حتیٰ کہ وہ زمین میں (کافروں کا) اچھی طرح خون بہادے، تم اپنے لیے دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آخرت کا ارادہ فرماتا ہے، اور اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے]۔

علامہ ابوالبرکات نسفی لکھتے ہیں: روایت میں ہے آپ ﷺ کے پاس ستر قیدی لائے گئے۔ جن میں عم رسول عباس بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ سے مشورہ کیا، انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی قوم و خاندان کے لوگ ہیں۔ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیں شاید اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے دے۔ اور فدیہ سے ہم قوت حاصل کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا انہوں نے آپ کو مکہ سے باہر نکالا اور جھٹلایا۔ ان کی گردنیں اڑا دیں یہ کفر کے مقتداء ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو فدیہ سے بے نیاز کر دیں گے۔ عقیل علی کے سپرد کریں۔ حمزہ کے حوالہ عباس کریں۔ مجھے فلاں عنایت کریں پھر حکم دیں تاکہ ہم ان کی گردنیں مار دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی ہے جب انہوں نے کہا: (وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ)(2)۔ اور اے عمر تیری مثال نوح علیہ السلام جیسی ہے جبکہ انہوں نے کہا: (رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا)(3)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم چاہتے ہو تو انہیں قتل کر دو اور اگر چاہو انکا فدیہ لے لو۔ انہوں نے کہا ہم ان سے فدیہ لیتے ہیں۔ جب فدیہ لے لیا تو یہ آیت اتری: (**تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا**)(4)[تم دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو](5)۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے فدیہ لینے کے عمل کو ناپسند فرمایا اور یہ اصلاح فرمائی کہ آئندہ ایسا معاملہ نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کفار پر اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ چاہتا ہے۔ اور غلبہ کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ کفار کو ان کے جرم کی قرار واقعی سزا دی جائے۔

2. حکم رسول ﷺ کی خلاف ورزی پر اصلاح

غزوہ اُحد میں مسلمان جیتی ہوئی جنگ ہار گئے جس کی سب سے بڑی وجہ حکم رسول ﷺ کی خلاف ورزی تھی۔ اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی اور ان کی اصلاح کی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ)(6)

[اور بیشک اللہ نے تم سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دیا جب تم (ابتداء میں) اللہ کی اجازت سے ان کافروں کو قتل کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب تم نے بزدلی دکھائی اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننے میں اختلاف کیا اور اپنی پسندیدہ چیزوں (مال غنیمت) کو دیکھنے کے بعد تم نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ تم میں سے بعض دنیا کا ارادہ کر رہے تھے اور بعض آخرت کا ارادہ کر رہے تھے۔ پھر اللہ نے تم کو ان سے پھیر لیا تاکہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے۔ اور بیشک اس نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ ایمان والوں پر بہت فضل کرنے والا ہے]۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا امین احسن اصلاحی رقم طراز ہیں: اللہ تعالیٰ کا وعدہ نصرت غزوۂ احد کے موقع پر بھی پورا ہوا۔ چنانچہ مسلمان تعداد میں کم ہونے اور بے سر و سامانی کی حالت میں ہونے کے باوجود مشرکین پر بھاری رہے جس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ مشرکین میں سے جو لوگ یکے بعد دیگرے پرچم سنبھال رہے تھے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور بالآخر پرچم زمین پر گر گیا جو اس زمانہ میں شکست کی علامت تھی۔ لیکن اس کے بعد مسلمانوں سے کچھ کمزوریوں کا صدور ہوا جس کے نتیجہ میں انہیں بڑی زک پہنچی۔

- اول تو مسلمان ابتدائی فتح کو دیکھنے کے بعد ڈھیلے پڑ گئے کہ گویا فتح تو ہمارے لئے مقدر ہی ہے۔
- دوسرا یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دستہ پشت کی طرف درّے پر حفاظت کے لئے متعین کیا تھا اور انہیں تاکید کی تھی کہ وہ اسے کسی حال میں نہ چھوڑیں لیکن فتح کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کے درمیان یہ اختلاف پیدا ہو گیا کہ ایسی صورت میں اسے چھوڑ کر مال غنیمت حاصل کرنے میں کیا حرج ہے۔ اگرچہ دستہ کے سردار عبد اللہ بن جبیر نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن سوائے چند افراد کے سب نے نافرمانی کی۔
- تیسرا یہ کہ وہ حکم رسول کی خلاف ورزی کر کے قبل از وقت مال غنیمت سمیٹنے میں لگ گئے اور صرف تھوڑے آدمی اپنی جگہ قائم رہے اس چیز سے دشمن نے فائدہ اٹھایا اور پشت سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے حوصلے پست ہوئے۔
- چوتھا یہ کہ مسلمانوں کے بعض لوگوں نے مال غنیمت سمیٹنے میں جلدی کر کے آخرت کے بجائے دنیا پر اپنی نگاہیں جما دیں[7]۔

اس آیت سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ

I. مسلمان فرض کی ادائیگی میں ڈھیلے نہ پڑیں۔

II. امیر کی اطاعت میں اختلاف نہ کریں۔

III. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کریں۔

IV. آخرت کو چھوڑ کر دنیا کے طالب نہ بنیں۔

V. اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرما کر اصلاح فرمائی۔

3. دشمنوں پر راز افشاء کرنے پر اصلاح

بعض اوقات کسی صاحب سے کوئی ایسی خطا سرزد ہو جاتی جس کا نقصان قومی سطح کا ہوتا تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اس کی وضاحت اور اصلاح فرما دیتا۔ مثلاً حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے قریش کو خط لکھ دیا کہ نبی کریم ﷺ ان پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

(يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ)[8]

[اے ایمان والو! میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ وہ اس حق کا کفر کرتے ہیں جو تمہارے پاس آ چکا ہے۔ وہ رسول کو اور تمہیں اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔ اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضا طلب کرنے کے لئے نکلے ہو تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ تم ان کی طرف دوستی کا خفیہ پیغام بھیجتے ہو، اور میں خوب جانتا ہوں جس کو تم نے چھپایا اور جس کو تم نے ظاہر کیا۔ اور تم میں سے جو ایسا کرے گا وہ راہ راست سے بھٹک گیا]۔

کفار مکہ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا تھا اہل مکہ نے اس کی خلاف ورزی کی۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی مسلمانوں کو خفیہ طور پر لڑائی کی تیاری کا حکم دے دیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ ایک مہاجر بدری صحابی تھے جن کی قریش کے ساتھ کوئی رشتے داری نہیں تھی لیکن ان کے بیوی بچے مکہ میں ہی تھے۔ انہوں نے سوچا کہ میں قریش مکہ کو آپ ﷺ کی تیاری کی اطلاع کر دوں تاکہ اس احسان کے بدلے وہ میرے اہل وعیال کا خیال رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک عورت کے ذریعے سے یہ پیغام تحریری طور پر اہل مکہ کی طرف روانہ کر دیا جس کی اطلاع بذریعہ وحی نبی ﷺ کو کر دی گئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی، حضرت مقداد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ جاؤ روضہ خاخ پر ایک عورت ہوگی جو مکہ جا رہی ہوگی اس کے پاس ایک رقعہ ہے وہ لے آؤ۔ چنانچہ وہ حضرات گئے اور اس سے یہ رقعہ لے آئے جو اس نے سر کے بالوں میں چھپا رکھا تھا۔ آپ نے حضرت حاطبؓ سے پوچھا یہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ کام کفر وارتداد کی بنا پر نہیں کیا بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ دیگر مہاجرین کے رشتے دار مکہ میں موجود ہیں جو ان کے اہل وعیال کی

حفاظت کرتے ہیں، میرا وہاں کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ تو میں نے یہ سوچا کہ میں اہل مکہ کو کچھ اطلاع کر دوں تاکہ وہ میرے احسان مند رہیں اور میرے بچوں کی حفاظت کریں۔ آپ ﷺ نے ان کی سچائی کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں کہا تاہم اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر یہ آیات نازل فرمادیں تاکہ آئندہ کوئی مومن کسی کافر کے ساتھ اس طرح کا تعلق قائم نہ کرے۔ نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی خبریں کفار تک پہنچا کر ان سے دوستانہ تعلق قائم کرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے دشمنوں سے محبت کا تعلق جوڑنا اور انہیں خفیہ پیام بھیجنا کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔

4. نبیکریم ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے پر اصلاح

ایک بار نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک بات پر اختلاف ہو گیا۔ بحث کے دوران ان کی آوازیں کچھ بلند ہو گئیں۔ اس پر یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں:

(يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ () يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ)[9]

[اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول پر سبقت نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ بہت سننے والا بے حد جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرو، اور نہ ان کے سامنے بلند آواز سے بولو، جیسے کہ تم ایک دوسرے سے بلند آواز سے بات کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چلے]۔

ان آیات کے شان نزول کے متعلق مفسرین بیان کرتے ہیں کہیہ آیات حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان رونما ہونے والے ایک واقعہ کی وجہ سے نازل ہوئی جس کی تفصیل صحیح بخاریمیں اس طرح مذکور ہے:

ابن ابی ملیکہؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی آوازیں آنحضرت ﷺ کی مجلسِ مبارکہ میں بلند ہو گئیں۔ جس کی وجہ یہ بنی کہ بنو تمیم کا ایک وفد آیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے مشورہ دیا قعقاع بن معبد کو امیر بنایا جائے جبکہ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ امیر اقرع بن حابس کو بنایا جائے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا تم نے میری مخالفت کا ارادہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ انہوں نے جواب دیا نہیں میں نے تو آپ کی مخالفت کا کوئی قصد نہیں کیا، تو اس وقت ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے ان حضرات کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس صورت حال میں یہ آیات نازل ہوئیں[10]۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے تنبیہ فرما کر چند اہم امور کی صراحت کر دی:

- آپ ﷺ کے ادب واحترام کا التزام ہر مومن پر لازم ہے
- آپ ﷺ کے حضور مسلمانوں کا اپنی آوازوں کو آپ ﷺ کی آواز سے بلند کرنا منع ہے
- آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بات کرنا اور جھگڑا کرنا منع ہے
- آپ ﷺ کے ادب واحترام کے منافی ہر اچھا عمل بھی ضائع ہو جاتا ہے

5. مالِ دنیا کی محبت پر اصلاح

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک تجارتی قافلہ آگیا۔ بعض لوگوں نے خطبہ چھوڑ دیا اور تجارتی سامان کی خرید وفروخت کے لئے چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یوں تنبیہ فرمائی:

(وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ)(11)

[اور جب انہوں نے کوئی تجارتی قافلہ دیکھا یا طبل کی آواز سنی تو اس کی طرف بھاگ گئے اور آپ ﷺ کو خطبہ میں کھڑا چھوڑ دیا، آپ ﷺ فرما دیجیے: اللہ کے پاس جو اجر ہے وہ تماشے اور تجارتی قافلے سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے]۔

اس آیت کے نزول سے پہلے جمعہ کی نماز پہلے ہوتی تھی اور خطبہ بعد میں ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر خطبہ میں مشغول تھے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے کہا کہ دحیہ بن خلیفہ اپنی تجارت کا سامان لے کر پہنچ گیا ہے۔ اس وقت تک دحیہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ جب وہ باہر سے سامان تجارت لیکر آتے تو ان کے گھر والے دفبجا کر ان کا استقبال کیا کرتے تھے۔ چناں چہ ان کے گھر والوں نے حسبِ دستور ان کا دف بجا کر استقبال کیا۔ تو جو لوگ خطبہ سن رہے تھے وہ سمجھے کہ خطبہ چھوڑ کر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور وہ تجارتی سامان کی خریداری کے لیے مسجد سے باہر نکل گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کو تنبیہ کی گئی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ بارہ آدمی رہ گئے تھے(12)۔ علامہ بغویؒ نے روایت نقل کی ہے:

"آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنے لوگ مسجد میں رہ گئے ہیں؟ غرض کیا بارہ مرد اور ایک عورت باقی رہ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بھی باقی نہ رہتے تو ان پر آسمان سے پتھر برسائے جاتے"(13)۔

قرآن وسنت کی درج بالا تنبیہ سے حسبِ ذیل نکات حاصل ہوئے ہیں:

- نبی کریم ﷺ کے خطبۂ جمعہ کو ترک کرنا خلافِ ادب تھا
- یہ عمل آپ ﷺ کی ایذا کا باعث تھا

- آپ ﷺ کو تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے
- اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر تنبیہ فرمائی
- رسول اللہ ﷺ نے بھی ناگواری کا اظہار فرمایا
- اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح طور پر بیان کر دی کہ بہتر رزق صرف اللہ کے پاس ہے۔ چنانچہ آئندہ ایسے عمل سے احتراز کیا جائے۔

غلطیوں کی اصلاح کا نبوی منہاج

رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے نازل کردہ نور کی روشنی میں امر بالمعروف ، نہی عن المنکر اور غلطی کی اصلاح کے طریقہ کار پر عمل پیرا رہے۔ اور آپ ﷺ نے اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی قسم کی تاخیر سے کام نہیں لیا۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی جن افراد کے درمیان گزری ان سے سرزد ہونے والی شعوری یا لاشعوری لغزشوں کی اصلاح کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا طرز عمل انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ کی تائید و نصرت حاصل تھی، اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کی تائید یا تصحیح وحی کے ذریعے ہوتی رہتی تھی۔ اس لئے آپ ﷺ کے اختیار کردہ اسالیب زیادہ محکم اور زیادہ مفید ہیں۔ موجودہ دور میں ان اسالیب کے استعمال سے یہ امید زیادہ ہے کہ لوگ اصلاح کرنے والے کی بات مانیں گے۔ تربیت کا فریضہ انجام دینے والا کوئی بھی فرد اگر ان نبوی اسالیب پر عمل پیرا ہو تو اس کا یہ عمل زیادہ صحیح اور بہتر ہو جائے گا۔ چونکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اس لئے نبوی طریقہ کار اور اسالیب پر عمل کرنے سے آپ ﷺ کی اقتداء کا شرف حاصل ہو جائے گا اور اخلاص کی موجودگی میں یہ عمل اجر و ثواب کے حصول کا باعث بن جائے گا۔

غلطیوں کی اصلاح کے نبوی طریقہ کار کا مطالعہ کرنے سے دنیا میں مروج متعدد اسالیب کی ناکامی اور کمزوری واضح ہو جاتی ہے۔ ان میں سے اکثر اسلوب تو صریح طور پر غلط ہیں اور ان کی بنیاد غلط نظریات پر رکھی گئی ہے، مثلاً لبرل ازم جسے ہم مذہب سے آزادی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار سے آزادی کا نظریہ کہہ سکتے ہیں۔ یا وہ نظریہ جس کی بنیاد جہالت پر مبنی ہوتی ہے اور وہ نسل در نسل منتقل ہوتی ہے، جیسے زمانۂ جاہلیت میں آباء واجداد کی اندھی تقلید کی جاتی تھی۔

اصلاح کے نبوی طریقہ کو عملی طور پر اختیار کرنے میں اجتہادی عمل کا دخل ہوتا ہے۔ یعنی حالات و واقعات اور نتائج کو مد نظر رکھتے ہوئے جو اسلوب زیادہ مناسب معلوم ہو وہی کام میں لایا جائے۔ جس کے لیے بصیرت کے ساتھ حالات و کیفیات

پر گہری نظر ڈال کر مناسب اسلوب کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غلطیوں کی اصلاح کا جو اسلوب اختیار فرمایا اس کے اہم نکات حسبِ ذیل ہیں۔

1. بلاتاخیر اصلاح کرنا

نبی کریم ﷺ تنبیہ فرمانے میں جلدی کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ جب وضاحت کی ضرورت ہو آپ ﷺ اُس وقت بات کرنے کے بجائے اسے ملتوی کر دیں۔ آپ ﷺ اس بات کے مکلّف تھے کہ لوگوں کو حق بتائیں، نیکی کی طرف رہنمائی فرمائیں اور بُرائی سے روکیں۔ لوگوں کی غلطیوں کی فوری اصلاح کی مثال میں آپ ﷺ کی زندگی میں پیش آنے والے متعدد واقعات ذکر کئے جا سکتے ہیں۔ ہم یہاں صرف ایک واقعہ ہی زیبِ قرطاس کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آپ ﷺ کس طرح بلاتاخیر تنبیہ فرما کر اصلاح کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز ادا کی۔ پھر اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اسے نماز کا اعادہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے تین مرتبہ نماز لوٹائی لیکن نماز صحیح طور پر ادا نہ کر سکا تو اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا: والذي بعثك بالحق ما احسن غير هذا علمني[14]

[یارسول اللہ ! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے اس سے بہتر نماز نہیں سیکھی]۔ پھر آپ ﷺ نے اسے نماز کا صحیح طریقہ بتایا اور اس کی اصلاح فرما دی۔

2. غلطی کی اصلاح کے لئے شرعی حکم بیان کرنا

نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کی آپ ﷺ غلطی کرنے والے کو غلطی کا شرعی حکم بیان کر دیتے تھے تاکہ اس کی اصلاح میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ حضرت جرہدؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے، اُس وقت ان کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، نبی ﷺ نے فرمایا:

<<غَطِّ فَخِذَكَ ، فَاِنَّهَا مِنَ العَورَةِ>>[15]

[اپنی ران ڈھانک لو، اس لیے کہ یہ پردے کے اعضاء میں شامل ہے]۔ اس میں اصلاح بذریعہ حکم شرعی ہے۔

3. غلط فہمی کی اصلاح کرنا

اصلاح کے حوالہ سے آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نہ صرف غلطی کی اصلاح کرتے تھے بلکہ غلط فہمی کی بھی اصلاح اور درستگی فرمادیا کرتے تھے۔ حضرت انٗس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں تین آدمی اُمہات المومنین کی خدمت حاضر ہوئے اور انہوں نے (پردے کے پیچھے بیٹھ کر) نبی کریم ﷺ کی نفل عبادات کے متعلق سوال کیا۔ جب انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اس اس انداز سے عبادات کرتے ہیں تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی عبادت تھوڑی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہماری آپ ﷺ سے کیا نسبت؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے سب کام معاف ہو چکے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کی مغفرتِ تامہ کا قطعی اعلان کردیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کسی دن ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

<<انتُم الَّذِينَ قُلتُم كَذَا وَكَذَا؟ اَمَا وَاللهِ اِنِّی لَاَ خشَا كُم لِلهِ وَاَتقَاكُم لَهُ، لٰكنِّی اَصوم وَاُفطِر وَاُصَلِّی وَاَرقُد وَاَتَزَوَّجُ>>(16) [تم لوگوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تقویٰ رکھتا ہوں، لیکن میں نفلی روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور میں نے نکاح بھی کئے ہوئے ہیں]۔

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ چند افراد نے اُمہات المومنینؓ سے آنحضرت ﷺ کے وہ اعمال دریافت کئے جو آپ ﷺ گھر میں انجام دیتے تھے۔ بعد میں ایک نے کہا: میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ ایک نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ایک نے کہا: میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:

<<مَابَالُ اَقوَامٍ قَالُواكَذَا وَكَذَا؟ لٰكِنِّی اُصَلِّی وَاَنَامُ وَاَصُومُ وَاُفطِرُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَن رَغِبَ عَن سنَّتِی فَلَيسَ مِنِّی>>(17)

[کچھ لوگ فلاں فلاں بات کہتے ہیں۔ لیکن میں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، نفلی روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا]۔

درج بالا واقعات میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:

1. غلطی اور غلط فہمی پر تنبیہ کرنے میں تاخیر کی صورت میں بعض اوقات اصلاح کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بعض اوقات موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ یا بعد میں بات کرنے کی کوئی مناسبت نہیں بنتی۔ یا ذہنوں میں واقعہ کی اہمیت کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تاثیر میں فرق آ جاتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان حضرات کی بروقت اصلاح فرمائی تاکہ ان کے ذہنوں میں کوئی غلط بات اثر انداز نہ ہو اور نہ ہی وہ کوئی ایسا کام کریں جو انسانی فطرت اور اسوۂ حسنہ کے خلاف ہو۔

2. سیرت طیبہ سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ کسی بھی کام سے روکنے کے ساتھ اس کی وجہ بھی بتانا اس اصلاح کو موثر بنا دیتا ہے۔

3. بزرگوں کے حالات اس مقصد سے معلوم کرنا درست ہے کہ ان کے اچھے کاموں کی پیروی کی جائے، اور یہ حالات معلوم کرنا اپنے نفس کی تربیت میں شامل ہے۔

4. مفید اور شرعی مسائل اگر مردوں کے ذریعے معلوم کرنے میں کسی وجہ سے دشواری محسوس ہو تو خواتین کے ذریعے معلوم کرنا بھی جائز ہے۔

5. اپنے نیک اعمال کا ذکر کرنا جائز ہے بشرطیکہ ریاکاری کا خطرہ نہ ہو، اور بتانے سے دوسروں کو فائدہ ہو۔

6. نبی کریم ﷺ ان حضرات کے پاس تشریف لائے اور دوسرے لوگوں کو شریک کئے بغیر صرف ان حضرات سے بات کی۔ انہیں ان کی غلط فہمی پر دل نشیں انداز میں تنبیہ فرمائی۔

7. آپ ﷺ نے ان حضرات کی طرف اشارہ کئے بغیر اور ان کا نام لئے بغیر بات کی۔ اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ فلاں فلاں بات کہتے ہیں؟ اس سے ان پر شفقت اور ان کی پردہ پوشی مقصود تھی۔ نیز آپ ﷺ نے اپنے اس مبارک عمل سے انہیں درست سمت عطا کی تاکہ وہ اپنی زندگیاں اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق گذار سکیں۔

8. عبادت میں اپنی جان پر سختی کرنے سے اکتاہٹ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں عبادت سرے سے چھوٹ جاتی ہے، اس لئے بہتر کام وہ ہے جس میں میانہ روی اختیار کی جائے۔

9. عملی غلطی کی بنیاد تصور کی غلطی ہوتی ہے۔ جب بنیادی تصورات صحیح ہوں تو غلطیوں کی مقدار بہت کم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہے کہ اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو رہبانیت اور سخت کوشی اختیار کرنا چاہی تھی اس کی وجہ یہ غلط فہمی تھی کہ نجات کی اُمید تبھی ہو سکتی ہے اگر نبی کریم ﷺ کی عبادت سے زیادہ عبادت کی جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی بشارت مل چکی ہے، جب کہ ان لوگوں کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس غلط تصور کی اصلاح کر دی اور انہیں بتا دیا کہ آپ ﷺ اگرچہ مغفور ہیں، پھر بھی وہ اللہ تعالی سے بہت ڈرنے والے اور تقویٰ رکھنے والے ہیں۔آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ عبادت میں آپ ﷺ کی سنت اور طریقہ پر ہی قائم رہیں اس لیے کہ حقیقی بھلائی اور کامیابی کا راستہ یہی ہے۔

تصور کی اس غلطی کا تعلق بعض اوقات افراد کی قدر و قیمت کے تعین سے ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی اصلاح اور توضیح کی طرف بھی خاص توجہ دی۔ صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا۔آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک صحابی سے فرمایا: اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟انہوں نے عرض کیا: یہ تو معزز لوگوں میں سے ہے، اللہ کی قسم! یہ تو ایسا آدمی ہے کہ اگر کسی سے رشتہ مانگے تو اس سے نکاح کر دیا جائے گا، اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور آدمی گزرا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اِس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو مفلس مسلمانوں میں سے ایک عام سا آدمی ہے۔ یہ تو اگر کسی سے رشتہ مانگے تو اس کا نکاح نہیں ہو گا، اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو، اگر بات کرے تو کوئی بات نہ سنے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس دولت مند جیسے آدمیوں سے پوری زمین بھری ہوئی ہو تو اُن سے یہ مفلس مسلمان بہتر ہے(18)۔

4. غلطی کی کمیت واضح کرنا

رسول اللہ ﷺ کی عادت اور اسوۂ حسنہ میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ﷺ غلطی کی کمیت بھی واضح فرمادیتے تھے تاکہ غلطی کرنے والے کی اصلاح میں کوئی کمی نہ رہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں غزوہ تبوک کے موقع پر ایک شخص نے کہا ہم نے تو اپنے ان قراء جیسے لوگ کبھی نہیں دیکھے، کھانے پینے کے بے حد شائق، بات کرنے میں انتہائی جھوٹے، اور جنگ کے موقع پر انتہائی بزدل۔ اس پر حضرت عوف بن مالکؓ نے کہا تُو جھوٹ کہتا ہے۔ بلکہ تُو منافق ہے۔ میں یہ بات ضرور رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا۔ عوفؓ یہ بات بتانے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پہنچنے سے پہلے قرآن نازل ہو چکا ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی کے ذریعے اس بات کی اطلاع ہو چکی ہے۔آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر کجاوہ کس کر سوا ہو چکے تھے کہ وہ شخص بھی آ پہنچا اور کہنے لگا اللہ کے رسول! ہم تو دل لگی کر رہے تھے، ہم تو اس طرح کی باتیں کر رہے تھے جس طرح مسافر کیا کرتے ہیں تاکہ ہمارا سفر آسانی سے طے ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ منظر گویا اب بھی میرے سامنے ہے جب اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی رسّی پکڑی ہوئی تھی، اور راستے کے پتھر

اس کے پاؤں کو زخمی کر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا ہم تو گپ شپ کر رہے تھے، ہم تو دل لگی کر رہے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

(أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ () لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ)(19)

[کیا تم اللہ کا، اور اس کی آیات کا اور اس کے رسول کا مذاق اڑا رہے تھے؟ معذرت نہ کرو، تم ایمان لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کر چکے ہو۔ آپ ﷺ نہ اس کی طرف توجہ فرماتے تھے نہ اس سے زیادہ کوئی بات ارشاد فرماتے تھے]۔ ابن جریرؒ نے یہ واقعہ ابن عمرؓ سے بہ اختلاف الفاظ روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے(20)۔

5. غلطی کا نقصان واضح کرنا

اصلاح کے حوالہ سے آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نہ صرف غلطی کی اصلاح کرتے تھے بلکہ غلطی کا نقصان بھی واضح فرمادیا کرتے تھے۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران) کسی مقام پر پڑاؤ کرتے تو صحابہ کرامؓ گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں یوں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد صحابہ کا یہ حال ہو گیا کہ جب بھی آنحضرت ﷺ کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے اس طرح مل کر بیٹھتے کہ اگر ان پر کپڑا پھیلایا جائے تو سب کو ڈھانک لے(21)۔

- اس حدیث میں جو چیز واضح ہے وہ یہ کہ آنخضرت ﷺ صحابہ کرامؓ کا بہت خیال رکھتے تھے۔
- اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر لشکر کو اپنی فوج کے فائدہ کا بہت خیال رکھنا چاہیئے اور یہ بھی کہ لشکر کے لوگ جب بکھر کر آرام کریں تو اس کی وجہ سے شیطان مسلمانوں کو خوف زدہ کر سکتا ہے اور دشمن کو حملہ کرنے کا حوصلہ ہو سکتا ہے۔
- بکھرنے کا یہ نقصان بھی ہے کہ لشکر کے افراد ایک دوسرے کی کماحقّہ مدد نہیں کر سکتے۔
- یہ چیز بھی قابل توجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایک ہدایت ارشاد فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے اس کی پوری پوری تعمیل کی۔

6. غلطی کرنے والے کو نتائج سے آگاہ کرنا

غلطی کرنے والے کو قائل کرنے کے لئے غلطی سے پیدا ہونے والی خرابیوں اور اس کے بڑے نتائج کی وضاحت بڑی اہم چیز ہے۔ کیونکہ بعض اوقات غلطی کا نتیجہ خود غلطی کرنے والے کے حق میں ہی بُرا ہوتا ہے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت

عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کی چادر ہوا سے اُڑنے لگی تو اُس نے ہوا پر لعنت بھیجی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے لعنت نہ کرو، وہ حکم کی پابند ہے۔ جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے جو اس کی مستحق نہ ہو تو لعنت خود اُسی لعنت بھیجنے والے پر پڑتی ہے[22]۔

7. غلطی کی شدّت کا احساس دلانا

آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نہ صرف غلطی کی اصلاح کرتے تھے بلکہ غلطی کی شدت کا احساس بھی دلاتے تھے۔ حضرت جندب بن عبد اللہ بجلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے مقابلے میں مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ فرمایا۔ دونوں لشکروں کا باہم سامنا ہوا۔ جنگ کے دوران مشرکین میں سے ایک شخص جس مسلمان کو چاہتا قتل کر دیتا۔ اس کے ہاتھ سے متعدد مسلمان شہید ہو گئے۔ ایک مسلمان نے اسے غافل پاکر اس پر حملہ کر دیا۔ حضرت جندبؓ نے فرمایا: صحابہ کرام فرمایا کرتے تھے کہ وہ مسلمان حضرت اُسامہ بن زیدؓ تھے۔ جب انہوں نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس نے فوراً کہہ دیا: لا الٰہ الا اللہ۔ صحابی نے پھر بھی اسے قتل کر دیا۔ واپسی پر ایک صحابی نے آکر رسول اللہ ﷺ کو فتح کی خوش خبری دی، آنحضرت ﷺ نے ان سے حالات پوچھے، انہوں نے بتائے اور اُس صحابی کی بات بھی بتائی کہ انہوں نے یہ کام کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اُس صحابی کو بلا کر پوچھا: تم نے اس شخص کو کیوں قتل کر دیا؟" انہوں نے عرض کیا: اس نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا اور فلاں فلاں شخص کو شہید کیا۔ انہوں نے کئی حضرات کے نام لئے اور کہا: میں نے اس پر حملہ کیا، اُس نے جب تلوار دیکھی تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے ساتھ حاضر ہو گا تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لئے معافی کی دعا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ حاضر ہو گا تو تم کیا کرو گے؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بار بار یہی فرماتے رہے: قیامت کے دن جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ حاضر ہو گا، تو تم کیا کرو گے؟[23]

حضرت اُسامہ بن زیدؓ نے خود بھی یہ واقعہ بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اُس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ لیا تھا، پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے ہتھیار سے ڈر کر کلمہ پڑھا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ اُس نے دل سے کہا ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ بار بار مجھے یہی بات فرماتے رہے، حتیٰ کہ میں یہ تمنا کرنے لگا کہ کاش میں آج مسلمان ہوا ہوتا[24]۔

نصیحت بھیغلطی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت یاد دلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابو مسعود بدریؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: میں اپنے ایک غلام کو کوڑا لے کر مار رہا تھا۔ مجھے اپنے پیچھے ایک

آواز سنائی دی: ابو مسعود! تجھے معلوم ہونا چاہیئے۔ غصے کی شدت کی وجہ سے میں توجہ نہ کر سکا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ جب وہ قریب آ گئے تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں، جو فرما رہے ہیں ابو مسعود! تجھے معلوم ہونا چاہیئے۔ میں نے کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو مسعود! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تجھے اس غلام پر جس قدر اختیار حاصل ہے، اللہ تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا: حضور! آج کے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔ یا رسول اللہ! یہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس غلطی کی تلافی نہ کرتا تو آگ تجھے جھلسا دیتی، یا فرمایا کہ آگ تجھے چھو لیتی[25]۔

8. اظہارِ شفقت کرنا

جو شخص اپنی غلطی پر انتہائی شرمسار ہو، اسے شدید افسوس ہو رہا ہو اور واضح طور پر نظر آ رہا ہو کہ وہ دل سے تائب ہو چکا ہے، اسے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس پر رحمت و شفقت کا اظہار کیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اس معاملہ میں یہ تھا کہ آپ ﷺ ایسے شخص سے شفقت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا تھا، پھر اس سے مباشرت بھی کر بیٹھا تھا۔ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ ظَاهَرْتُ مِنْ زَوْجَتِي فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا قَبْلَ أَنْ أُكَفِّرَ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا، پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے مباشرت کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کی وجہ کیا بنی؟ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے کہا: چاند کی چاندنی میں اس کی پازیب پر میری نظر پڑ گئی پھر مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اب تو جب تک وہ کام نہ کر لے جس کا اللہ نے تجھے حکم دیا ہے (یعنی کفارہ کی ادائیگی) دوبارہ اس کے قریب نہ جانا[26]۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہوا؟ اُس نے عرض کیا میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی غلام یا لونڈی ہے جسے تو آزاد کر سکے؟ اُس نے کہا جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تُو مسلسل دو ماہ روزے رکھ سکتا ہے؟ اُس نے کہا جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اُس نے کہا جی نہیں۔ آپ ﷺ وہیں تشریف فرما رہے اور سائل بھی حاضر رہا۔ اسی اثناء میں آپ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا: جی، میں ہوں۔ فرمایا: یہ لے جاؤ اور انہیں صدقہ کر

دو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اپنے سے زیادہ غریب آدمی کو دوں؟ اللہ کی قسم! دونوں پتھریلے علاقوں کے درمیان ہم سے زیادہ غریب کوئی گھر نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کھل کر مسکرائے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے سامنے والے دانت نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: یہ اپنے گھر والوں کو کھلادو[27]۔

یہ شخص جو ایک غلطی کا ارتکاب کرنے کے بعد مسئلہ پوچھنے آیا تھا، اپنے گناہ کو معمولی نہیں سمجھ رہا تھا، بلکہ اسے اپنی غلطی کا جس شدت سے احساس تھا۔ یہ اُس کے ان الفاظ سے واضح ہے کہ میں تباہ ہو گیا۔ اس لئے وہ شفقت کا مستحق ہوا۔

9. تحمل مزاجی سے پیش آنا

غلطی کرنے والے سے تحمل مزاجی سے پیش آنا تعلیمات نبوی ﷺ میں شامل ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایک بار میں نے ہشام بن حکیم بن حزامؓ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ میں ان کی قراءت توجہ سے سننے لگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کئی الفاظ اس انداز سے پڑھ رہے ہیں جس طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے۔ میرا جی چاہا کہ انہیں نماز میں ہی پکڑ لوں، لیکن میں نے صبر کیا، حتیٰ کہ انہوں نے سلام پھیر لیا۔ تب میں نے انہیں ان کی چادر سے پکڑ کر کہا: آپ کو یہ سورت کس نے سکھائی ہے جو میں نے آپ کو پڑھتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا جس طرح آپ نے پڑھی ہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس سے مختلف انداز سے پڑھائی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں انہیں پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں لے گیا اور عرض کیا میں نے انہیں سورۃ الفرقان کے کئی الفاظ اس طرح پڑھتے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے نہیں پڑھائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دیجئے اور فرمایا ہشام! آپ پڑھئے۔ انہوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا: عمر! آپ پڑھئے۔ میں نے اس طرح پڑھی جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات طریقوں پر نازل ہوا ہے، لہٰذا جو طریقہ آسان معلوم ہو اسی طرح پڑھ لیا کرو[28]۔

- اس حدیث سے واضح ہوا کہ آپ ﷺ نے ہر ایک سے دوسرے کے سامنے قرآن پڑھوا کر سنا اور دونوں صحابہ کی قراءت کو درست قرار دیا۔
- کسی کو غلط قرار نہ دینے اور دونوں کو صحیح قرار دینے کا یہ طریقہ بہت مؤثر ہے۔
- نیز اس حدیث سے یہ سبق بھی ملا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ وہ ہشامؓ کو چھوڑ دیں اس کا مقصد یہ تھا کہ فریقین اطمینان سے ایک دوسرے کی بات سنیں۔ تحمل کا مظاہرہ کریں اور اپنے دلوں کو صاف کریں۔

- یہ نکتہ بھی معلوم ہوا کہ فریقین کی بات سنی اور اختلاف کی وجہ تفصیل سے معلوم کی اور اس کے بعد تنبیہ فرمائی۔

10. عفو ودرگذر کرنا

منع کرتے وقت سختی سے کام لینے کے نتیجہ میں خرابی کا دائرہ وسیع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جس کی بناء پر عفو و درگزر تعلیمات نبوی ﷺ کا حسین پہلو ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے ہم مسجد میں نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں ایک طرف کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرامؓ نے اسے کہا: رُک جاؤ، رُک جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا پیشاب نہ روکو، اسے فارغ ہو لینے دو۔ صحابہ کرامؓ نے اسے چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: اِن مسجدوں میں پیشاب کرنا یا گندگی پھیلانا درست نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کے ذکر کے لئے، نماز کے لئے اور تلاوتِ قرآن کے لئے ہوتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے پانی کا ایک ڈول لا کر اس جگہ پر بہا دیا[29]۔

اعرابی کی اس غلطی پر آپ ﷺ نے جو اسوۂ حسنہ عطا کیا ہے وہ ہے: آسانی کرنا، مشکل میں نہ ڈالنا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس معاملہ میں دو صورتیں ممکن ہیں، یا اُس شخص کو پیشاب کرنے سے منع کیا جائے، یا اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر اسے منع کیا گیا تو اس صورت میں یا تو وہ شخص عملاً پیشاب کرنے سے رُک جائے گا، اس طرح پیشاب روکنے سے اسے نقصان پہنچے گا۔ یا یہ صورت ہو گی کہ اس کا پیشاب ابھی جاری ہو گا کہ وہ لوگوں کے خوف سے بھاگ کھڑا ہو گا، اس طرح نجاست پوری مسجد میں پھیل جائے گی اور اس شخص کا بدن اور کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ محسوس فرما لیا کہ اسے پیشاب کر لینے دیا جائے تو کم خرابی لازم آئے گی۔ خاص طور پر اس لئے بھی کہ آدمی غلطی کا ارتکاب شروع کر چکا ہے اور نجاست کا ازالہ پانی کے ذریعے ممکن ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اسے چھوڑ دو اسے مت روکو۔ اس طرح مصلحت اور فائدے کو ترجیح حاصل ہو رہی تھی۔ یعنی چھوٹے فائدہ کو چھوڑنے کے نتیجے میں بڑا فائدہ حاصل ہو رہا تھا۔

11. تدریجاً اصلاح کرنا

سیرت طیبہ میں تدریجاً اصلاح کا پہلو نمایاں ہے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آپ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم عیسائیوں اور یہودیوں کی ایک قوم کے پاس جاؤ گے تو ان کو پہلے اس کی دعوت دینا کہ خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمد اس کا رسول ہے جب وہ یہ مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں اور وہ جب یہ بھی مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے یہ صدقہ ان کے

دولت مندوں سے لے کر ان کے غریبوں کو دیا جائے، جب وہ اس کو تسلیم کر لیں تو دیکھو صدقہ میں چن چن کر ان کے بہترین مال کو نہ لے لینا اور ہاں مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں[30]۔

مذکورہ بالا نبوی منہاج سے افراد معاشرہ کی کردار سازی کے ذمہ دار افراد کے لیے اہم اصولوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سطورِ ذیل میں یہ اہم اصول ملاحظہ کریں:

- **طلباء کی کردار سازی کے راہنما اصول**

1. طلباء کی کردار سازی کے لیے مذکورہ اسالیب میں سے ایک اہم اسلوب بلاتاخیر اصلاح کا ہے تاکہ وہ غلطی طالب علم کے کردار میں شامل نہ ہو جس کی اصلاح بعد میں ناممکن حد تک بھی پہنچ جاتی ہے۔
2. ایک اسلوب جو بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ غلط فہمی کی اصلاح کی جائے جس کی بنیاد پر غلطی سرزد ہو رہی ہے۔ اس بنیاد کی اصلاح سے غلطی کی اصلاح بہت جلد ممکن ہے۔
3. سیرت طیبہ کا ایک اہم اسلوب تدریج کا بھی ہے کہ تدریجا اصلاح کی جائے اور غلطی کے اجزاء کر کے مرحلہ وار اصلاح کی جائے کہ اس اسلوب سے غلطی کی اصلاح دائمی ہو گی۔

- **زوجین کی اصلاح کے رہنما اصول**

1. خاوند و بیوی کے تعلقات کی خرابی عام طور پر غلط فہمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ تعلقات کی اصلاح کے لیے غلط فہمی کو دور کے اسلوب کو استعمال کر کے کئی معاشرتی مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔
2. شرعی حکم بیان کر کے اصلاح کی جائے کہ اس اسلوب سے غلطی کی اصلاح موثر ہو گی۔

- **ملازمین کی اصلاح کے رہنما اصول**

ملازمین کی اصلاح کے لیے اہم ترین اسلوب عفو و درگزر اور تحمل مزاجی کا ہے۔ اس اسلوب سے گھر اور ادارے کے معاملات

خوش اسلوبی سے سر انجام پائیں گے۔ ملازمین کی تربیت اور ان پر اظہار شفقت بھی اہم اصلاحی اسلوب ہے۔

نتائج و سفارشات

1. غلطی کا صدور عام طور پر غلط فہمی، کم علمی، لاعلمی یا عدم احتیاط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لیے غلطی کی اصلاح تفصیل سے کی جائے۔
2. غلطی پر تنبیہ سے پہلے اختلاف یا مسئلہ کی تفصیل معلوم کر لی جائے اس لیے کہ یہ تنبیہ میں موثر بنیاد ہے۔

3. اصلاح کی بنیاد جذبہ خیر خواہی پر مبنی ہو۔
4. تنبیہ کرتے ہوئے تحمل اور صبر کا دامن نہ چھوڑا جائے۔
5. اصلاحمیں تدریج کے عمل کو بنیاد بنایا جائے۔
6. جس کو تنبیہ کی جارہی ہے اس کے علم اور فہم کی سطح کو ملحوظ رکھا جائے۔
7. حالات اور زمانہ کی رعایت کو ملحوظ رکھ کر تنبیہ کی جائے۔
8. طلباء کی کردار سازی کے لیے مذکورہ اسالیب میں سے ایک اہم اسلوب بلاتاخیر اصلاح کا ہے۔اسے اساتذہ کرام اختیار کر کے تعلیمی بہتری میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔
9. خاوند و بیوی کے تعلقات کی اصلاح کے لیے غلط فہمی کو دور کرنے کے اسلوب کو استعمال کر کے کئی معاشرتی مسائل سے بچا جاسکتا ہے۔
10. ملازمین کی اصلاح کے لیے اہم ترین اسلوب عفوودر گزر اور تحمل مزاجی کا ہے۔اسے اختیار کر کے ملازمین کی بہ آسانی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1) الانفال: 67/8۔

(2) ابراہیم : 36/14۔

(3) نوح : 26/71۔

(4) انفال :67/8۔

(5) نسفی، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد ،مدارک التنزیل، دارالمعرفہ، بیروت، 1998، ج1/ص656۔

(6) آل عمران:152/2۔

(7) اصلاحی، امین احسن ،تدبر قرآن، داراشاعت کراچی، 2010 ء، ج1/ ص 795۔

(8) المُمتحنة:1/60۔

(9) الحجرات: 49/1-2۔

(10) بخاري، محمدبن اسماعیل، الجامع الصحیح، كتاب التفسير، سورة الحجرات، ا قديمي كتب خانه مقابل آرام باغ كراچي، ط2، 1961ء، حدیث نمبر 4467 ، ج 2/ ص 718-

(11) الجُمُعة:11/62۔

(12) بخاري ،الجامع الصحيح، كتاب الجمعه، باب خطبة الجمعه، حدیث نمبر 4519 ، ج 2/ ص 727-

(13) بغوی، حسین بن مسعودالفراء، معالم التنز یل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1414 ھ، ج 4/ص 316۔

[14]مسلم،مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح،کتاب الصلاة،باب وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ وَلاَ أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا، قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچي، ط2، 1956ء، حدیث نمبر602 ،ج 1/ ص 170-

[15]ترمذي،محمدبن عیسي،السنن،کتاب الادب، باب ماجا أن الفخذ عورة، ایچ ایم سعید کمپني، ادب منز ل پاکستان چوک کراچي، حدیث نمبر2720 ،ج 2/ ص 107-امام ترمذی نے حدیث کو حسن کہا ہے۔

[16]بخاري ،الجامع الصحیحکتاب النکاح ، باب الترغیب فی النکاح، حدیث نمبر4675 ،ج 2/ ص 757-

[17]مسلم ،الجامع الصحیح،کتاب النکاح، باب استحباب النکاح، حدیث نمبر2487 ،ج 1/ ص 449-

[18]بخاري،الجامع الصحیح،کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، حدیث نمبر5966 ،ج 2/ ص 954-سنن ابن ماجه کی روایت میں یه واقعه الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ بیان ہوا ہے۔دیکھیے:سنن ابن ماجة، کتاب الزهد، باب فضل الفقرا۔

[19]التوبه :9/66-65 ۔

[20]امام طبری،محمد بن جریر،جامع البیان،دارالمعرفه،بیروت،1409ھ،ج14،ص333۔

[21]ابوداود،سلیمان بن اشعث،السنن،کتاب الجهاد ،باب مایؤ مر من انضمام العسکر، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچي،حدیث نمبر2259 ،ج 1/ ص 354- علامه البانی نے اس حدیث کوصحیح کہا ہے۔

[22]ابوداود،السنن، کتاب الادب ،باب فی اللعن، حدیث نمبر4262 ،ج 2/ ص 316- علامه البانی نےحدیث کو صحیح کہا ہے۔

[23]مسلم،الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر بعدان قال لااله الاالله، حدیث نمبر142 ،ج 1/ ص 68-

[24]ایضاً۔

[25]مسلم ،الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب صحبة الممالیک، حدیث نمبر3135 ، ج 2/ ص 513136۔اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ یه حدیث سنن ترمذی میں بھی روایت ہوئی ہے۔دیکھیے سنن ترمذی،کتاب البروالصلة، باب ماجاء فی النهی عن ضرب الخدم وشتمهم۔

[26]ترمذي،السنن، کتاب الطلاق ، باب ماجاء فی المظاهر بواقع قبل ان یکفر، حدیث نمبر1120، ج 1/ ص 227 -

[27]بخاری،الجامع الصحیح، کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان، حدیث نمبر1800 ، ج 1/ ص 259-

[28]ایضاً، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعة احرف، حدیث نمبر4608 ،ج 2/ ص 747۔یه حدیث سنن ترمذی مینکتاب القراءت باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعة احرف میں بیان ہوئی ہے۔علامه البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔

[29]مسلم،الجامع الصحیح، کتاب الطهار، باب وجوب غسل البول، حدیث نمبر429 ، ج 1/ ص 138-

[30]بخاري،الجامع الصحیح، کتاب المغازی،بَابُ بَعْثُ أَبِي مُوسَى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، حدیث نمبر4000 ،ج 2/ ص 623-